حسنِ انتقاد

ادارہ

میرا جرم کیا ہے؟

یہ ایک قیدی کی سر گزشت ہے۔ قیدی، جس کا نام ابو معاویہ محمد اعظم طارق ہے...... اس وقت اٹک جیل کے قاسم بلاک میں، چکی نمبر ۱۴ میں اسیری کے دن گزار رہا ہے۔دن ہی نہیں، راتیں بھی۔ زنداں کی یخ بستہ لمبی کالی راتیں۔ زنداں.... کہ جہاں، تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں۔ کیا واقعی یہ قیدی تنہا ہے؟ شاید نہیں......

ہم اہل قفس تنہا بھی نہیں، ہر روز نسیم صبح وطن
یادوں سے معطر آتی ہے، اشکوں سے منور جاتی ہے

اس کتاب میں یادوں کا تعطر بھی ہے اور اشکوں کی تنویر بھی۔ چھے سو صفحوں کی یہ کتاب پڑھ کر میں سوچتا ہوں کہ کتنے قیدیوں کی سر گزشتیں ایسی ہوتی ہیں؟ دل جواب دیتا ہے" ان سب قیدیوں کی...... کہ جنہیں سجن و زنداں اور رسن و دار کا مرحلہ درپیش ہو تو وہ کلمہ شکر پڑھتے ہیں...... "شکر کردگار کنم کہ گرفتارم بہ مصیبتے نہ کہ بہ معصیتے" (خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مصیبت میں مبتلا ہوں، معصیت میں تو نہیں)! یہ جملہ شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔

حکومت کا کہنا ہے کہ سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا محمد اعظم طارق فرقہ پرست، تخریب کار، دہشت گرد اور تشدد پسند ہیں۔ مولانا اعظم طارق کا کہنا ہے کہ وہ فرقہ پرستوں، تخریب کاروں اور دہشت گردوں اور تشدد پسندوں سے اس سرزمین کو پاک کرنا چاہتے ہیں، اس لیے جیل میں ہیں۔ مولانا کی مسلسل قید کو تین سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے مگر حکومت کا موقف "الزام" سے بڑھ کر "جرم" کا درجہ نہیں پا سکا۔ ادھر ساڑھے تین سال کے اسی عرصہ اسارت میں مولانا نے اپنے موقف کو کتابی شکل دے دی ہے۔ موالانا کا موقف حکومتی موقف کو جھٹلانے کے لیے کافی ہے۔

یہ کتاب ایک ایسے شخص کی آپ بیتی ہے جو پاکستانی سیاست میں احتجاجی مہموں اور انتخابی معرکوں کے ذریعہ سے داخل ہوتا ہے۔ ایک الیکشن میں قومی اسمبلی اور دوسرے الیکشن میں صوبائی اسمبلی کی نشست جیتتا ہے۔ تب سے وہ مسلسل قاتلانہ حملوں اور جھوٹے مقدموں کی زد میں ہے۔ اس کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فرقہ پرستوں، تخریب کاروں، دہشت گردوں اور تشدد پسندوں کے خلاف جہاد کرنے نکلا ہے۔ اس کی بات پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ وہ جو ایک دینی کارکن تھا۔ وہ جو آج ایک "قائد" ہے، وہ